369

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۵   رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۵

THE ALFAZL QADIAN

قل ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ واسع علیم

دیں کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے | عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دنیا میں ایک نبی آیا۔ پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا۔

اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کردیگا۔ (الہام مسیح موعود علیہ السلام)

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط وکتابت بنام منیجر ہو۔

ایڈیٹر:۔ غلام نبی ❋ اسسٹنٹ مہر محمد خان

نمبر ۴۸	مورخہ ۱۸ دسمبر ۱۹۲۲ء	یوم دوشنبہ	مطابق ۲۸ ربیع الثانی سنہ ۱۳۴۱ھ	جلد ۱۰

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

ایام زیر رپورٹ میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی طبیعت ایک دن زیادہ ناساز رہی۔ سردرد کا سخت دورہ ہوا۔ لیکن اب خدا کے فضل سے آرام ہے۔ معاصر الحکم" کا ایک پرچہ اپنی خاص خصوصیات کو لیے ہوئے حال میں شائع ہوا ہے۔ اور جلسہ سالانہ کے بعد انشاء اللہ باقاعدہ شائع ہوا کرے گا۔ احباب کو سلسلہ کے اس قدیمی خادم کی ہر طرح حوصلہ افزائی کرنی چاہیے۔

ان دنوں جو باموقع بارش ہوئی ہے۔ اس سے سردی بڑھ گئی ہے۔ جلسہ پر تشریف لانے والے احباب کافی بستر ساتھ لائیں ٭

نظم
"میرا چاند"

میں ابتدا ماہ نومبر میں گو لیکی تھا۔ عشاء کے وقت بالائے مکان گیا۔ تو یکدم میری نظر چودھویں کے چاند پر پڑی۔ اور ایک عجیب کیفیت طاری ہوئی۔ اسی وقت یہ چند اشعار موزوں ہوگئے۔ (اکمل)

اے چاند! چاند میرا بھی اک قادیاں میں ہے
دارالامان خطۂ جنت نشاں میں ہے

اس چودھویں صدی میں ہوا ہے ضیا فگن
پرتو۔ اسی کے نور کا سارے جہاں میں ہے

لگتے ہی پار ہوتا ہے۔ سینے سے کفر کے
وہ ایسا تیر ہے کہ خدا کی کماں میں ہے

کلمہ پڑھا دیا ہے۔ بتانِ فرنگ کو
تاثیر اس قدر دمِ معجز بیاں میں ہے

سو سو پہ بھاری ہے وہ ولایات غیر میں
اک اک مرید اس کا جو ہندوستاں میں ہے

اس چاند پر نثار ہوں تجھ سے ہزار چاند
اور تا ابد یہ ہم پہ رہے۔ نور بار چاند

افسوسناک نقصان

۳۰ نومبر کو منشی برکت علی صاحب ہیڈ کلرک دفتر محاسب پانچ چیکوں کا روپیہ لینے کے لئے لاہور گئے۔ روپیہ وصول کر کے منشی صاحب چھپوائی کا کام کرانے کے لئے ۵ دسمبر تک لاہور ہی ٹھہرے رہے۔ اور ۶ کی صبح کو وہاں سے روانہ ہوئے اور اسی دن جب قادیان آتے ہوئے نہر کے پاس پہنچے اور نوٹوں والی جیب کو دیکھا۔ تو معلوم ہوا خالی ہے۔

یہاں پہنچکر انہوں نے جب روپیہ کے گم ہو جانے کی اطلاع دی۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے حضور یہ بات پیش ہوئی۔ تو آپ نے فوراً ایک کمیشن تحقیقات کے لئے حسب ذیل احباب کرام کا مقرر فرمایا۔

(۱) چودہری ظفراللہ خاں صاحب (۲) حضرت مرزا بشیر احمد صاحب (۳) شیخ عبدالرحمن صاحب مصری اور محاسب صاحب اور منشی برکت علی صاحب کو تحقیقات کے نتیجہ تک معطل کر دیا گیا۔ کمیشن نے منشی برکت علی صاحب۔ محاسب صاحب اور دفتر محاسب کے دوسرے کارکنوں کے بیانات قلمبند کرنے اور دیگر حالات پر غور و فکر کرنے کے بعد معاملہ کے متعلق اپنی حسب ذیل رائے پیش کی کہ

کل ضائع شدہ روپیہ کا نصف یعنی ۲۹۹۰ روپیہ مرزا محمد اشرف صاحب اور منشی برکت علی صاحب سے وصول کیا جائے۔ اور ان کی ذمہ داری کی نسبت ۱/۳ و ۲/۳ کی سمجھی جائے۔ یعنی اس رقم کا ۱/۳ محاسب صاحب سے اور ۲/۳ منشی برکت علی صاحب سے وصول کیا جائے۔ طریق وصولی یہ ہو۔ کہ منشی برکت علی صاحب کا مکان واقعہ قادیان اور پراویڈنٹ فنڈ ضبط کر لئے جاویں۔ اور ان دونوں کی مالیت سے جو زائد روپیہ ان کے ذمہ ہے۔ وہ دس روپے ماہوار ان کی تنخواہ سے وضع ہوتا رہے۔ حتی کہ یہ رقم پوری ہو جائے۔ مرزا محمد اشرف صاحب سے ان کے حصہ کی رقم نقد وصول کی جائے۔ اس کے علاوہ محاسب صاحب کی تنخواہ میں پانچ روپے ماہوار کا تنزل کر دیا جائے۔ اور منشی برکت علی کی تنخواہ میں دو روپے ماہوار کا تنزل کیا جائے۔ اور جتنا عرصہ یہ ہر دو معطل رہیں۔ اتنے عرصہ کی تنخواہ نہ دیجائے مرزا محمد اشرف صاحب کو واپس ان کے عہدہ پر لگا لیا جائے۔ اور منشی برکت علی کو محاسب کے دفتر سے کسی اور دفتر میں بدل دیا جائے۔ اور یہ تمام باتیں ہر دو کی سروس بکوں میں درج کی جاویں۔

یہ رپورٹ جب حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور پیش ہوئی۔ تو آپ نے فرمایا۔ چونکہ یہ روپیہ چندہ خاص کا تھا اور اس روپیہ میں صدر انجمن احمدیہ اور نظارت دونوں شریک ہیں۔ اس لئے دونوں جماعتوں کی آرا اس فیصلہ کے متعلق میرے پاس پہلے آنی ضروری ہیں۔ فلہذا اس فیصلہ کو فوری اجلاس میں آج ہی پیش کر کے رائیں بھجوائی جاویں۔

اس ارشاد کے مطابق کمیشن کا فیصلہ صدر انجمن کے اجلاس میں پیش ہوا۔ جہاں کثرت رائے سے کمیشن کے فیصلہ سے اتفاق ظاہر کیا گیا۔ چونکہ صدر انجمن کے اجلاس میں نظارت کے کارکن بھی شامل تھے۔ اس لئے مجلس نظارت میں فیصلہ کو نہ بھیجا گیا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے کمیشن کی رپورٹ پر یہ ارشاد صادر فرمایا کہ

ذمہ داری اس نقصان کی ادائگی کی دونوں پر رکھی جائے اور مطابق فیصلہ سب کمیٹی اس کی نسبت ۱-۲ کی ہو۔ یعنی افسر بیت المال پر ایک حصہ ذمہ داری اور چوہدری برکت علی پر دو حصہ۔

نقصان کی وصولی کے متعلق سب کمیٹی کے فیصلہ سے میں اتفاق نہیں کرتا۔ نقصان پورا ہی وصول کرنا چاہئے گو اگر وہ مدد کے مستحق ہیں۔ تو اور طرح مدد کر دی جائے بعد اس طرح کے اختیار رکھنے کے عہدہ دار کارکنوں کو توجہ نہ ہو سکے گی۔ پس میں فیصلہ کرتا ہوں۔ کہ پوری رقم نقصان شدہ ۱-۲ کی نسبت سے مرزا محمد اشرف صاحب اور چوہدری برکت علی صاحب سے وصول کی جائے۔

سروس بکوں میں نوٹ کے متعلق حضور نے فرمایا۔ کہ مرزا محمد اشرف صاحب کی سروس بک میں نوٹ نہ کیا جائے۔ نیز ان کی تنخواہ میں پانچ روپے کی کمی کی بجائے ۲ روپے قرار دی۔

روپیہ کی وصولی کے متعلق حضور نے ایک علیحدہ تجویز فرمائی۔ جو یہ ہے۔

مرزا محمد اشرف صاحب کی پرانی خدمات اور ان کے والد مرحوم کے گہرے تعلقات سلسلہ کو مدنظر رکھتے ہوئے اور چوہدری برکت علی صاحب کی پرانی خدمات اور غربت کو مدنظر رکھتے ہوئے میں تجویز کرتا ہوں۔ کہ ان دونوں سے اپنے حصۂ نقصان میں سے صرف پانچسو اور ایک ہزار روپیہ بالترتیب وصول کیا جائے۔ بقیہ تینتالیس سو روپیہ ان کی امداد کے لئے میں انشاء اللہ بعض دوستوں سے جمع کرا دونگا۔ جو ان کی طرف سے داخل خزانہ کیا جائے۔ پانچسو روپیہ انشاء اللہ میں اس مد میں دونگا۔ اور میں نے اپنے باقی رشتہ داروں کے نام سترہ سو روپیہ اور لگا دیا ہے۔ یہ بائیس سو روپیہ ہو جائیگا۔ بقیہ رقم بھی انشاء اللہ میں چھ سات دوستوں کے ذمہ لگا دوں گا۔ اور بیت المال کا نقصان پورا کر دونگا۔ میں سمجھتا ہوں کہ قرآن کریم کے حکم صاحب غرم کی مدد کو پورا کرنے کا اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ موقع دیا ہے۔ سو الحمد للہ کہ ؎

ہر بلا کیں قوم را حق دادہ است
زیر آں گنج کرم بنہادہ است

میں امید کرتا ہوں۔ کہ انشاء اللہ چھ ماہ کے اندر یہ رقوم بیت المال میں داخل ہو جائینگی۔

اس طرح اس رقم خطیر کے نقصان کو پورا کرنے کی سبیل نکالی گئی۔

اسباق القرآن

مدت سے بوجہ کثرت کار سلسلہ اسباق القرآن کا بند تھا لیکن اب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے ایماء کے تحت یہ کام سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کے زیر نگرانی شروع ہو گیا ہے۔ سابقہ اسباق القرآن کے آگے یہ سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ جس قدر خریدار ہیں۔ وہ جلد تر اپنے نام بھیجدیں۔ تاکہ جلسہ پر ان کو جدید شائع شدہ اسباق روانہ کر دیئے جاویں۔

پہلے پارہ کے اسباق تیار ہو چکے ہیں۔ احباب جلد تر منگوا لیں۔

ناظر تعلیم و تربیت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان ۔ مورخہ ۱۸ دسمبر ۱۹۲۲ء

نئے ”خلیفۃ المسلمین“ سے مسلمانانِ ہند کی بیزاری

(۱)

ارکان مرکزی خلافت کمیٹی نے نئے ”خلیفۃ المسلمین“ کی خدمت والا میں صمیم قلب سے ”ہدایائے تہنیت و تبریک“ پیش کر دیئے۔ آپ کی شخصیت کو ”عظیم الشان“ قرار دیکر اس پر اپنے ”اعتماد کامل“ کا یقین ظاہر کیا۔ اور آپ کے درخشاں عہد حکومت میں مقدس و متبرک اسلام کے مستقبل کے تاباں و شاندار ہونے کی امید باندھی۔ پھر اس سے بھی بڑھکر یہ کہ ان کا نام خطبات میں پڑھنے کی تلقین کردی۔ تخت خلافت پر متمکن ہونے کی تقریب کو مسرت و شادمانی کے ساتھ منانے اور غائبانہ بیعت کرنے کی تجویز پاس کردی۔ جس کے مطابق ۸ دسمبر کو بعض مقامات میں جلسے منعقد کرکے اس تجویز پر عمل پیرا ہونے کی کوشش بھی کی گئی۔ خطبہ جمعہ میں نئے ”خلیفۃ المسلمین“ کا نام پڑھا گیا۔ مبارکباد کے ریزولیوشن پاس کئے گئے لیکن ساتھ ہی ساتھ اس کا دوسرا پہلو بھی نمایاں ہو رہا ہے یعنی نئے خلیفہ کی خلافت کو تسلیم نہ کرنے کے بھی اعلان ہو رہے ہیں۔ اور بڑے زور کے ساتھ کہا جا رہا ہے کہ ایسا خلیفہ جس کو سیاسی اقتدار حاصل نہ ہو۔ ہرگز اس قابل نہیں ہے۔ کہ مسلمان اسے اپنا خلیفہ مانیں۔

ذیل میں ہم چند ایک ایسی تحریریں درج کرتے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ کمالیوں کے بنائے ہوئے نئے ”خلیفۃ المسلمین“ کے متعلق مسلمانوں کے کیسے خیالات ہیں۔

معاصر روزانہ پیسہ اخبار ۲۰ نومبر میں رقمطراز ہے:۔

”خلیفہ کو دنیاوی اختیارات سے محروم کرنا ایک طرح پر خود مسئلہ خلافت کی بنیادیں کھوکھلی کرنا ہوگا۔ دوسرے الفاظ میں اس کے معنی یہ ہیں۔ کہ خلافت کو مٹا دیا جائے۔ اور ایسی حالت میں ہندوستان یا دیگر اسلامی ممالک کے مسلمانوں کو جدوجہد خلافت یا غازی کمال پاشا کی سرگرمیوں کے ساتھ دلی ہمدردی نہیں رہ سکتی۔ بلکہ برعکس اس کے غازی ممدوح اور ان کے کمالی ترک عالم اسلام کی ہمدردی کھو بیٹھینگے۔ سلطان ٹرکی کے دنیاوی اختیار سے محروم ہونے سے سلطنت ٹرکی اور دیگر اسلامی سلطنتوں میں کوئی امتیاز باقی نہیں رہیگا۔ گذشتہ سال جو وفد مسٹر حسن امام کی سرکردگی میں گورنمنٹ ہند کی طرف سے وزیر اعظم برطانیہ کے پاس بھیجا گیا تھا۔ اس کے مطالبہ کے جواب میں مسٹر لائڈ جارج نے کہا تھا۔ کہ سلطنت برطانیہ کسی کے دینی اور روحانی امور میں دخل نہیں دیتی اگر سلطان روحانی خلیفہ ہیں۔ تو خوشی سے ہوں۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ حیرت ہے کہ جو بات دشمن اسلام لائڈ جارج نے ظاہر کی تھی۔ اب وہی بات غازی مصطفےٰ کمال پاشا کی طرف سے ظہور میں آتی بتائی جاتی ہے۔

اب ہندوستان کے مسلمانوں اور خلافت کمیٹی کے ارکین کو لازم ہے۔ کہ غازی مصطفےٰ کمال پاشا پر زور دیں۔ کہ وہ خلافت کے جس کی تمام دنیا کے مسلمانوں کی نگاہ میں بڑی ہی وقعت ہے۔ اور جو صحیح معنے میں اسلام کا ایک زبردست ترین ستون ہے۔ دنیاوی اقتدار میں کوئی کمی نہ کریں یعنی سلطان ٹرکی کو دونوں ہی قسم کے اختیارات حاصل رہیں“

یہ تحریر اس وقت کی ہے۔ جبکہ ابھی ”خلیفۃ المسلمین“ کو دنیوی اقتدار سے محروم کرنے کی تجویزیں ہی ہو رہی تھیں۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ مسلمانوں کی طرف سے کیسے زور کے ساتھ ”پیسہ اخبار“ نے تنبیہ کی ہے۔ کہ خلیفہ سے سیاسی اقتدار علیحدہ نہ کیا جائے۔ ورنہ وہ خلیفہ نہیں مانا جا سکتا۔

انہی ایام میں مولوی ثناء اللہ نے اپنے اخبار اہلحدیث (۱۷ نومبر) میں لکھا:۔

”رفعت پاشا والئے تھریس نے اپنی تقریر میں کہا۔ کہ ترکی خلیفہ سے دنیوی حکومت الگ کرکے صرف روحانی حکومت ان کے ہاتھ رکھی جائیگی۔ اس پر ہندوستانی مسلم پریس نے باقاعدہ شرعیت کی آواز اٹھائی۔ کہ یہ خلافت کیا ہوئی۔ مسجد کی امامت ہوئی۔ ایسا ہونا ہرگز جائز نہیں۔ کیونکہ خلیفہ کے لئے سیاست ضروری ہے۔ بلکہ عین سیاست ہی عین خلافت ہے“

ان الفاظ میں خلیفہ سے سیاست کی علیحدگی کو شریعت کے بالکل خلاف قرار دیا گیا۔ اور سیاست کو ہی ”عین خلافت“ کہا گیا ہے۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے۔ کہ سیاست کو خلافت سے علیحدہ کرنا شریعت اسلام کے خلاف کرنا ہے۔

اسی طرح رہتک میں جمعیۃ العلماء ہند کے جلسہ میں مولوی احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ العلماء نے جو خطبہ صدارت پڑھا۔ اس میں کہا۔

”غازی مصطفےٰ کمال پاشا اور ان کی مجلس ملیہ کے متعلق ہرگز یہ توقع نہیں کی جا سکتی۔ کہ کوئی امر بھی ایسا کرنے کیلئے تیار ہوں گے۔ جو روایات اسلامی کے خلاف ہو۔ ان کے جذبہ اسلامی سے ہم کو کامل امید ہے۔ کہ وہ اسلام کے کسی امر صریح کی ہرگز مخالفت نہ کریں گے۔ لیکن بایں ہمہ ان سے اگر کسی ایسے امر کا وقوع ظہور پذیر ہو جس سے خلافت عظمیٰ کی مرکزیت یا خلیفۃ المسلمین کی سیادت کو نقصان پہونچتا ہو۔ تو وہ ضرور قابل اعتراض ہوگا۔ اسلام کسی بڑے سے بڑے آدمی کی غلطی کا اظہار کرتے ہوئے نہیں رکتا۔ اگر انہوں نے خلیفۃ المسلمین کے اقتدار کے متعلق کوئی بات ایسی کی جو اسلامی نقطہ نظر سے صحیح نہ ہوئی۔ تو ہندوستان کے مسلمانوں کو یقیناً یہ حق ہوگا۔ کہ وہ مجلس ملیہ انگورہ کو اس کی غلطی پر متنبہ کریں“

(زمیندار ۲۶ نومبر)

ان الفاظ میں جو کچھ کہا گیا ہے۔ اسے ہندوستان کے سارے "علماء" کی آواز سمجھنا چاہئیے۔ جس میں خلیفہ ٹرکی سے سیادت ملکی کی علیحدگی کو اسلام کے خلاف قرار دیا گیا ہے۔ اور امید کی گئی ہے۔ کہ کمالی ایسا نہیں کرینگے۔ ورنہ مسلمانان ہند کو حق ہو گا۔ کہ اس غلطی پر انہیں متنبہ کریں۔

لیکن جیسا کہ بعد کی خبروں سے معلوم ہو چکا ہے کمالی اس تجویز کو عمل میں لے آئے ہیں۔ اور حال کی خبریں یہ بھی ظاہر کر رہی ہیں۔ کہ نہایت خوش اسلوبی سے ایسا کیا گیا ہے۔ انگورہ کے محکمہ شرعی نے اس کی مخالفت کی۔ اور اسے قرآن و حدیث کے خلاف قرار دیا تمام مذہبی جماعتوں نے اس کی پرزور مخالفت کی۔ اسمبلی کی کثرت رائے اس کے خلاف تھی۔ چنانچہ ۳۵۰ ممبروں میں سے صرف ۸۴ نے تائید کی۔ لیکن باوجود اس کے کمال پاشا نے وہی کیا۔ جو وہ چاہتا تھا۔ یعنی ایسا خلیفہ بنا لیا ہے۔ جسے کوئی سیاسی اقتدار حاصل نہ ہو گا۔ اور نئے "خلیفۃ المسلمین" بننے والے نے اس بات کو تسلیم کر لیا۔ اور اعلان کر دیا ہے۔ کہ

"ہم سیاسیات میں حصہ نہ لینگے"

یہ برقی خبر تمام اخبارات میں شائع ہو چکی ہے۔ اور اس سے بڑھ کر اس امر کا اور کوئی ثبوت نہیں ہو سکتا ہے۔ کہ نئے "خلیفۃ المسلمین" کو سیادت سے بالکل محروم کر دیا گیا ہے۔ اور جو خطرہ "پیسہ اخبار" نے خلافت کے متعلق ظاہر کیا تھا۔ جہاں وہ پورا ہو گیا ہے۔ وہاں ناظم صاحب جمعیۃ العلماء کے فتوے کے مطابق مسلمانانِ ہند کو حق حاصل ہو گیا ہے۔ کہ وہ مجلس ملیہ انگورہ کو اس کی غلطی پر متنبہ کریں۔

اگرچہ اس وقت تک نہ تو "جمعیۃ العلماء" نے اس بارے میں کوئی باقاعدہ کارروائی کی ہے۔ اور نہ مسلمانوں کی کسی اور انجمن نے بلکہ مرکزی خلافت کمیٹی اپنی قراردوں کے ذریعہ سیادت سے محروم خلیفہ کو تسلیم کر لینے پر زور دے رہی ہے۔ لیکن ایسی آوازیں بھی اٹھ رہی ہیں۔ اور بڑے زور سے اٹھ رہی ہیں۔ جن میں موجودہ خلیفہ کو ماننے سے قطعاً انکار کیا جا رہا ہے۔

اس کے متعلق ہم آئندہ انشاء اللہ روشنی ڈالینگے ہاں اتنا بتا دیتے ہیں۔ کہ نئے "خلیفۃ المسلمین" کو تسلیم نہ کرنے والے بالکل حق بجانب اور اپنے اصول پر قائم ہیں۔ لیکن وہ لوگ جو کمال پاشا کے بنائے ہوئے صرف نام کے خلیفہ کو "خلیفۃ المسلمین" مان رہے ہیں۔ وہ اپنے اس فعل سے اپنے پہلے طرز عمل اور دعاوی کو جھٹلا رہے ہیں۔

واقعات مالابار اور آریہ صاحبان

مالابار کے فسادات کی آڑ میں پنجاب کے آریہ سماجیوں نے جس جس طریق سے ہندو مسلمانوں میں عداوت اور دشمنی کی دیوار کھڑی کی وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ ہندوؤں کے قتل و غارت کی عجیب و غریب داستانیں گھڑی گئیں۔ لیکن حال میں مالابار کے ایک معزز ہندو مسٹر گوپال مینن نے لاہور میں جو تقریر کی ہے۔ اس سے آریوں کی تمام داستانوں کی قلعی کھل گئی ہے۔ مسٹر مذکور نے کہا۔

"میں سنا کرتا تھا۔ کہ پنجاب میں فسادات ملیبار نے بہت اندوہگیں اور خطرناک اثر ڈالا۔ اب یہاں آکر مجھے اچھی طرح معلوم ہو گیا۔ کہ ہندوستان کے کسی صوبہ یہاں تک ملیبار کے قرب و جوار اور خاص ملیبار میں بھی ان واقعات کا اتنا رنجیدہ اثر نہیں ہوا ہے۔ جس قدر صوبہ پنجاب میں ہوا ہے۔ اور میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ یہ سب کچھ ان مبالغہ آمیز قصوں اور کہانیوں کا نتیجہ ہے۔ جو زیب داستاں کے لئے گھڑ گھڑ کر سنائی گئیں۔"

(زمیندار ۷ دسمبر ۱۹۲۲ء)

ہندوؤں کے اپنے گھر کی اس شہادت سے ثابت ہو گیا۔ کہ آریہ صاحبان ہندوؤں اور مسلمانوں میں عداوت پیدا کرنا اپنا خاص مقصد و مدعا سمجھتے ہیں۔ اور اس کے لئے خود ساختہ واقعات اور فرضی داستانیں گھڑنے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔

مولوی محمد علی صاحب کا جواب الجواب

مولوی محمد علی صاحب کی کھلی چٹھی کے جواب میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا جو مضمون ۳۰ نومبر کے "الفضل" میں شائع ہوا تھا۔ اس کا جواب شائع کرنے کا اعلان کئی دن ہوئے پیغام نے پہلے ہی کر دیا تھا۔ لیکن ۱۰ دسمبر کے پیغام سے معلوم ہوا کہ اس بیس دن کے عرصہ میں مولوی محمد علی صاحب اپنے جواب الجواب کی صرف تمہید ہی لکھ سکے ہیں۔ جو پیغام نے شائع کر دی ہے۔ اور اصل مضمون پھر کبھی ٹریکٹ کی صورت میں شائع ہو گا۔

مصدقہ عدالت بیان منگوانے کی وجہ سے چند دن کے توقف پر اس قدر اچھلنے کودنے والے "پیغام" کے لئے کیا یہ شرم کا مقام نہیں ہے۔ کہ اس کا امیر بغیر کسی وجہ کے بیس دن کے عرصہ میں اصل مضمون کے متعلق کچھ بھی نہیں لکھ سکا۔

بہر حال جو کچھ پیغام نے شائع کیا ہے۔ اس کا جواب عنقریب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے کسی خادم کا لکھا ہوا شائع کر دیا جائیگا۔

لاہور میں آریوں سے کامیاب مباحثہ

حال میں جماعت احمدیہ لاہور کے زیر اہتمام آریہ سماج لاہور سے جو مباحثات ہوئے وہ بہت کامیاب ہوئے۔ اور خاص کر یکم دسمبر کو جناب میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر فاروق نے مسئلہ تناسخ پر جو مباحثہ کیا۔ اس کی مخالفین تک نے بہت تعریف کی۔ اور لاہور کی مسلمان پبلک خصوصیت کثرت سے جمع ہوئی تھی۔ بے حد دلچسپی سے مباحثہ سنا۔ اور ہر رنگ میں احمدیوں کی کامیابی کا اظہار کیا۔

معاصر پیسہ اخبار ۴ دسمبر میں اس مباحثہ کے متعلق حسب ذیل سطور شائع ہوئی ہیں۔

"تین روز سے موچی دروازہ کے باہر باغ کے اندر لاہور احمدیہ جماعت کی طرف سے مذہبی لیکچروں کا سلسلہ شروع ہے ہر شام کو ۸ بجے سے دو بجے لیکچر شروع ہوتے ہیں۔ یکم دسمبر کو ودتناسخ پر لیکچر تھا۔ مولوی ابو القاسم میر الفاروق مقرر تھے۔ آریہ صاحبان کی طرف سے لالہ ... صاحب ..."

مکتوبات امام علیہ السلام

(مرسلہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم - اے افسر ڈاک)

قادیان میں آنا

حضور نے ایک صاحب کو لکھوایا۔

"قادیان آنا دو موقعوں پر بڑا ضروری ہوتا ہے - ایک جلسہ کے موقعہ پر - وہ خاص برکات کے نزول کا اور وعظ و نصیحت اور دوستوں سے ملنے کا موقع ہوتا ہے - اور ایک کسی ایسے موقعہ پر جب لوگوں کا زیادہ ہجوم نہ ہو تا کہ ذاتی تعارف پیدا ہو سکے - ہجوم کے دنوں میں اتنی فرصت نہیں ہوتی کہ ہر شخص سے الگ الگ ملاقات کی جائے - یا اس کی طرف خاص توجہ کی جائے - پس دونوں ہی موقعوں پر کم از کم ایک ایک دفعہ آنا چاہئے۔ ایک دفعہ میں اس لئے کہتا ہوں - کہ اکثر لوگ ایک دفعہ آکر پھر آتے ہی رہتے ہیں"

گھر میں نماز پڑھنا

ایک دوست نے لکھا - میں نے خواب میں دیکھا - کہ میں گھر میں نماز پڑھ رہا ہوں - کہ ایک شخص آیا - اور آتے ہی کہا - کہ گھر میں نماز نہ پڑھو - اس طرح نماز کی قدر دل سے جاتی رہتی ہے -

حضرت خلیفۃ المسیح نے جواب میں فرمایا "یہ خواب بہت صحیح ہے - اس کے متعلق میں نے بار بار جلسہ پر اور متعدد موقعوں پر توجہ دلائی ہے"

ڈراما

ایک دوست نے دریافت کیا کہ خالص اخلاقی ڈراموں کو علمی طور پر دکھانا جائز ہے یا ممنوع - اور کیا اس سے امکان ہے کہ لوگوں پر اخلاقی طور پر اچھا اثر پڑ سکے -

حضور نے جواب میں فرمایا - "ڈراما تو ایک نقل ہے اور نقل کبھی اخلاق پر اچھا اثر نہیں ڈال سکتی - دو سرے کی نقل سے حقیقت مٹتی ہے - نہ کہ قائم ہوتی ہے - کوئی ڈراما کرنے والا آج تک اخلاق کے اعلیٰ مقام پر ثابت نہیں ہوا"

غیر احمدی والدین سے سلوک

ایک دوست نے لکھا میں احمدی ہوں - اور میرے والدین کا میرے ساتھ مذہبی تخالف ہے - حضور ان سے سلوک کے بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں -

جواب میں لکھوایا - دنیاوی طور پر ہر طرح سے سلوک کریں - اور دین کے معاملہ میں ان کو سمجھاویں - اور اپنی نیکی اور محبت اور والدین کی خدمت کا ایسا نمونہ دکھا دیں کہ ان کو ماننا پڑے کہ آپ نے احمدی ہو کر کچھ حاصل کیا ہے۔

خاتم النبیین کے معنی

ایک دوست نے لکھا کہ ان کو ایک شخص نے کہا ہے کہ اگر وہ خاتم النبیین کے معنے نبیوں کی مہر دکھا دیں تو ان کو ۸۰ روپے انعام دیا جاویگا -

حضور نے جواب میں فرمایا - ان کو لکھیں کہ ایسے کہدیں کہ خاتم النبیین تو دو لفظ ہیں - اگر لغت کی کتاب دو لفظ کا ترجمہ لکھیگی تو وہ عقیدہ ہوگا - پس شرط وہ یہ کریں کہ خاتم کے معنے جو ایک لفظ ہے - مہر کے اگر دکھا دیں تو وہ روپے دینگے - خاتم النبیین ملکر تو ایک جملہ بن جاویگا - اور اس کے ساتھ عقیدہ کا تعلق ہو جاویگا - لغت کی کتاب لکھنے والا اپنا عقیدہ لکھیدیگا - اصل معنے تو ایک ایک لفظ کے معنوں سے کھلینگے - پس اگر وہ تیار ہوں - تو اس شرط کو لکھ دیں -

حضرت مرزا صاحب کا درجہ

ایک صاحب نے لکھا - کیا مرزا صاحب مجددیت کی لائن میں ہیں یا باہر - اگر باہر ہیں تو کس نام سے انہیں مخاطب کیا جاویگا -

فرمایا - حضرت مرزا صاحب مجددوں میں اسیطرح شامل ہیں - جسطرح سب نبی شامل ہوتے ہیں - کوئی نبی نہیں جو مجدد نہ ہو - ہاں حضرت مرزا صاحب اس سے زیادہ بھی کچھ ہیں - اور وہ یہ کہ آپ کو امتی نبوت کا درجہ حاصل ہے - یعنی آپ نبی ہیں - باتباع اور فرمانبرداری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم -

وعدہ ایفائی

ایک صاحب نے لکھا - میرا ایک بھانجہ جو غیر احمدی ہے - اور احمدیت کا سخت دشمن ہے - مجھے بہت دکھ دیتا ہے - میں نے غیر احمدی ہونے کی حالت میں اس سے وعدہ کیا تھا کہ اس کو ایک مربعہ زمین دونگا - اب اس کے متعلق کیا کیا جاوے -

حضور نے جواب میں فرمایا - وعدہ کا توڑنا جو خدا اور رسول یا حکومت کے حکم کے خلاف نہ ہو سخت جرم ہے - خواہ جس سے وعدہ کیا جائے وہ ابوجہل کی طرح بھی ہو تب بھی اپنا وعدہ پورا کریں - اور اس کو مربعہ دیدیں -

نام کے ساتھ احمدی لکھنا

ایک دوست نے لکھا میں اپنے نام کے ساتھ احمدی لکھتا ہوں - بعض لوگ عداوت سے افسروں کو میرے خلاف برانگیختہ کر دیتے ہیں - کیا میں لکھنا چھوڑ دوں -

حضور نے جواب میں فرمایا - اگر کوئی شروع سے نہ لکھے تو کچھ حرج نہیں - لیکن ڈر کر چھوڑنا ٹھیک نہیں -

تجدید بیعت

ایک دوست نے لکھا میں عرصہ ۵ سال سے احمدی تھا - مگر قریباً تین سال سے میری عملی حالت بہت کمزور ہو گئی تھی - اب میری غفلت دور ہو گئی ہے - اور اللہ تعالیٰ نے مجھے دوبارہ توجہ دلائی ہے - کیا میں دوبارہ بیعت کر دوں -

حضور نے جواب میں فرمایا - دوبارہ کر دو - بیعت جب تک

جلسہ سالانہ اور باہمی میل جول

منتظمین جلسہ کی طرف سے باہر سے آنے والی جماعتوں کو ضلع وار ٹھہرایا جاتا ہے۔ اس سے مقصود محض سہولت انتظام ہے۔ تاکہ ایک ضلع یا ایک شہر کے احباب ایک کمرے میں رہ کر ایک دوسرے کی ضروریات کا خیال رکھ سکیں اور طرز معاشرت زبان عادات ملتی جلتی ہونگی وجہ سے انہیں کوئی تکلیف نہ ہو۔ پس اس تقسیم ضروری کا اثر جلسہ سالانہ کی اہم غرض باہمی میل جول و تعارف پر قطعاً نہیں پڑنے دینا چاہیئے۔ میرا مطلب یہ ہے۔ کہ احباب کو دوسرے علاقے کے احباب سے ملاقات و تعارف کا ضرور وقت نکالنا چاہیئے۔ اسمیں بہت سے فائدے ہیں۔ اگر احباب اس کا التزام و اہتمام و انصرام فرمائیں۔ تو ان کی کئی ایک مشکلات حل ہو جائیں۔ مثلاً رشتوں کا معاملہ ہی ہے۔ کئی خاندان ایسے ہیں۔ کہ ان کی بیٹیاں نکاح کی عمر کو پہنچ چکی ہیں اور نہیں بر کی تلاش ہے۔ اور کئی گھر ایسے ہیں کہ ان کے بیٹے جوان ہیں۔ صالح ہیں۔ برسر روزگار ہیں۔ اور کسی احمدی خاندان کا علم نہ ہونے کی وجہ سے غیر احمدی لڑکیوں سے رشتہ ناطہ کرنے پر تیار ہیں۔ حالانکہ حضرت خلیفۃ المسیح کا منشا یہ ہے۔ کہ احمدیوں کے آپس ہی میں رشتے ناطے ہوں۔ پس دوست اگر ایک دوسرے سے ملیں جلیں تو ملاقات کے ذریعے ایسے اہم سے کام خود بخود ہو جائیں گے۔ اسکے علاوہ اور کئی فوائد ہیں۔ مثلاً ایک احمدی گاؤں میں اکیلا ہے۔ دشمنوں کے نرغے میں ہے۔ اگر وہ دو چار اور ایسے بھائیوں کی زبانی ان کے حالات سنیگا۔ تو نہ صرف اسکے دل کو ڈھارس ہوگی۔ بلکہ اسے علم حاصل ہوگا کہ کیونکر ایسے حالات میں حق کامیاب ہوتا ہے۔ پھر نصرت و تائید الہی کے کئی ایسے نشانات سننے میں آئینگے جن سے ایمان تازہ ہوگا۔ کئی بھائی روزگار کی تلاش میں ہوتے ہیں وہ اسباب کے لئے تیار ہوتے ہیں۔ کہ کسی دوسری جگہ کاشت کریں یا اپنا تجارتی کاروبار چلائیں۔ یا کوئی ٹھیکہ لیں۔ یا کوئی صنعت سیکھیں۔ یا اپنی کسی صنعت کو ترقی دیں۔ ان سب باتوں کے لئے کافی معلومات حاصل ہو سکتے ہیں اگر سوائے چند ایک مقامیوں کے برادران جماعت کو دیکھا جاتا ہے۔ کہ وہ اپنے ہی گاؤں یا شہر کے یا زیادہ سے زیادہ تحصیل و ضلع کے ادمیوں کے ساتھ پھرتے پھراتے ہیں۔ حالانکہ چاہیئے۔ کہ بالالتزام دوسرے علاقے کے بھائیوں سے ملیں۔ بلکہ پنجاب و یو پی۔ بنگال۔ کشمیر کے دوستوں کی ملاقاتیں بھی ہونی چاہئیں۔ اردو زبان بالعموم سمجھی جاتی ہے۔ اس لئے یہ نہیں کہنا چاہیئے کہ وہ ہماری زبان نہیں سمجھتے۔ مضمون تو بہت لمبا تھا۔ مگر اخبار میں گنجائش نہیں۔ اس لئے اس مختصر پر کفایت کی گئی۔ امید ہے جلسہ پر آنے والے احباب میری گذارش پر توجہ خاص مبذول فرمائینگے۔

اکمل خادم صیغہ تربیت قادیان

مزار پر انوار حضرت احمد مختار

جلسہ پر آنے والے بعض دوست یکوں کے اڈے ہی سے باہر دار العلوم میں چلے جاتے ہیں۔ جہاں ان کے قیام کا انتظام ہوتا ہے۔ بے شک ایسا ہی ہونا چاہیئے لیکن ایام جلسہ میں یا اس کے بعد وطن واپس جانے سے پیشتر کچھ وقت مقبرہ بہشتی میں حضرت مسیح موعود کے مزار پر انوار پر حاضر ہونے کا ضرور نکالنا چاہیئے۔ کیا میرے احباب کو یہ معلوم نہیں کہ لوگ مکہ معظمہ میں جاتے ہیں۔ تو روضہ رسول پر حاضر ہونے کے لئے کئی منزلوں کے سفر کی صعوبت بطیب خاطر اٹھاتے ہیں۔ بلکہ اگر بغور دیکھا جائے۔ تو اصلی صعوبت سفر ہی یہی مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے درمیان ہے یہ سب کچھ کیوں محض اس لئے کہ اپنے ہادی و رہنما کے مرقد مطہر کی برکات سے بہرہ اندوز ہوں۔ اور گنبد خضرا میں سونے والے کو اپنی زبان سے سلام پہنچائیں۔ تو پھر کیا حال ہے اس شخص کا۔ جو قادیان دار الامان میں آئے۔ اور دو قدم چل کر مقبرہ بہشتی میں حاضر نہ ہو۔ جس کے لئے الوصیت میں مرقوم ہے کہ یہ ان لوگوں کی آرام گاہ ہے۔ جو اپنے کارنامہ کی وجہ سے ہمارے لئے اسوۂ حسنہ ہیں۔ پھر اس میں وہ روضہ مطہرہ ہے جس میں اس خدا کے برگزیدہ کا جسم مبارک مدفون ہے۔ جسے افضل الرسل نے اپنا سلام بھیجا۔ اور جس کی نسبت حضرت خاتم النبیین نے فرمایا۔ یدفن معی فی قبری اس اعتبار سے مدینہ منورہ کے گنبد خضرا کے انوار کا پورا پورا پرتو اس گنبد بیضا پر پڑ رہا ہے۔ اور آپ گویا ان برکات سے حصہ لے سکتے ہیں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرقد منور سے مخصوص ہیں۔ کیا ہی بدقسمت ہے وہ شخص جو احمدیت کے حج اکبر میں اس تمتع سے محروم ہے چونکہ مجھے ذاتی طور سے معلوم ہے کہ بعض دوست اس کا خیال نہیں کرتے اس لئے میں نے لکھ دیا۔

اکمل خادم صیغہ تربیت قادیان

تریاق القلوب کب چھپی؟

مولوی محمد علی صاحب کی اپنی شہادت

احباب جماعت سے یہ امر پوشیدہ نہیں۔ کہ منکرین خلافت نے بڑی تحدی سے دعوی کیا تھا۔ کہ کتاب تریاق القلوب ۱۹۰۲ء میں طبع ہوئی تھی۔ اور اسی بنا پر مولوی صاحب نے ایک منتخب بالشان صداقت کا خون کرنا چاہا۔ یعنی نبوت مسیح موعود سے ہی انکار کیا بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دروازہ نبوت و رحمت کو مسدود قرار دیا جس پر متفقہ حوالے خود حضرت اقدس کی قلم مبارک سے مولوی صاحب کے پیش کئے گئے۔ کہ مولوی صاحب کا خیال محض باطل ہے لیکن مولوی صاحب نے پھر بھی کھلے الفاظ اقرار کرنا اپنی کسر شان سمجھا۔ اب ہم غرض تمام مولوی صاحب کو انکا اپنا بیان پیش کرتے ہیں شاید وہ اس موقعہ سے فائدہ اٹھا کر اپنی اصلاح کر لیں۔ اور سچ ہے صبح کا بھٹکا اگر شام کو آ جائے تو اسکو بھولا نہیں کہتے۔

مولوی صاحب جیسا کہ ذیل کی تحریر سے واضح ہے۔ خود لکھتے ہیں کہ تریاق القلوب کتاب سراج منیر سے تین سال بعد کی ہے۔ لہذا سراج منیر کی تاریخ معلوم ہونے سے تریاق القلوب کی تاریخ خود بخود معلوم ہو جائیگی۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ سراج منیر ۱۸۹۷ء میں شائع ہوئی۔ غالباً اس کا مولوی صاحب کو بھی انکار نہ ہوگا۔ پس اس کے تین سال بعد یعنی ۱۹۰۰ء میں تریاق القلوب شائع ہوئی ملاحظہ ہو۔ مولوی صاحب اپنے رسالہ المصلح الموعود کے صفحہ ۸۰ پر تحریر فرماتے ہیں۔ سراج منیر کے کئی سال بعد تریاق القلوب لکھی گئی (یہاں سال کی تعیین نہیں کی) اور اسکے صفحہ ۸۴ سطر ۱۹ میں میاں بشیر احمد صاحب کے متعلق لکھا ہے پس اگر سراج منیر کے وقت ۱۸۹۷ء کامل انکشاف ہو چکا تھا۔ تو تین سال بعد یعنی ۱۹۰۰ء پھر یہ کامل انکشاف کہاں گیا کامل انکشاف کے بعد بھی یہ شک باقی تھا کہ شاید فوت ہو جائے

قرآن کریم کب لکھا گیا

اخبار "پرکاش" کے رشی نمبر میں ایک آریہ ایڈیٹر کے قلم سے لکھا ہوا مضمون بعنوان "الہامی کتب درگرنتھ تاریخ" چھپا ہے جسمیں بائبل کے ساتھ ہی قرآن کو بھی محرف و مبدل ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی گئی ہے۔ کیونکہ صرف قرآن ہی وہ کتاب ہے جس کا دعوے ہے کہ مجھ پر کبھی کسی فرد بشر کی دست درازی نہ ہو سکے گی۔

قرآن کریم کو محرف ثابت کرنے کے لئے سب سے بڑی دلیل یہ پیش کی گئی ہے کہ پیغمبر اسلام کی زندگی میں قرآن کا کوئی نسخہ تیار نہ ہوا تھا۔ اگر نسخہ سے مراد آج کل کی کتابوں کی طرح کا پریس میں چھپا ہوا نسخہ مراد ہے۔ تو ہم تسلیم کرتے ہیں۔ ایسا نہ تھا۔ لیکن اگر نسخہ سے مراد یہ ہو کہ وہ سارا کا سارا اس زمانہ کی حالت کے مطابق محفوظ نہ تھا تو غلط ہے۔ کیونکہ اس وقت ہڈیوں۔ پتوں۔ چمڑوں وغیرہ پر بھی لکھا ہوا موجود تھا۔ اور ہمارے پاس اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کہ قرآن کریم نبی کریم کی زندگی میں لکھا گیا۔ اور سارا کا سارا لکھا جا چکا تھا۔ اور جمع بھی لکھا گیا۔ اس سے کچھ بھی ضائع نہ ہوا۔ دلائل موجود ہیں۔ جیسا کہ میں آگے چلکر بیان کرونگا۔

قرآن کے متعلق غیروں کی شہادتیں

مضمون نگار نے توراۃ و انجیل و قرآن کریم پر کچھ لکھتے ہوئے آگے چلکر وید کے غیر محرف ہونے کے متعلق صرف تین یورپینوں کی رائے پیش کر دینا کافی سمجھا ہے۔

میں کہتا ہوں۔ اگر غیروں کی رائے لکھ دینے سے ایک کتاب کی صداقت ثابت ہو جاتی ہے۔ تو اس سے زیادہ قرآن شریف کی صداقت ثابت ہے کیونکہ متعصب سے متعصب عیسائی اور دوسرے مخالفین نے قرآن کی تعریف میں جو کچھ لکھا ہے۔ اس کا عشر عشیر بھی ویدوں کے متعلق نہیں ہے۔ مثال کے طور پر ہم ایسے عیسائی مصنف کی تحریر پیش کرتے ہیں جس نے اپنی تمام زندگی اسلام کے خلاف خرچ کی۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی پر اعتراض کرنے کے لئے آپ کی سوانح عمری لکھی۔ یعنی سر ولیم میور۔ وہ قرآن کریم کے بارے میں لکھتا ہے۔

"جہاں تک ہمارے معلومات ہیں۔ دنیا میں ایک بھی ایسی کتاب نہیں۔ جو اس (قرآن کریم) کی طرح بارہ صدیوں تک ہر قسم کی تحریف سے پاک رہی ہو"

دیباچہ لائف آف محمدؐ صفحہ ۲۱ (طبع سوئم)

پھر قرآن کریم کے لکھے جانے کے متعلق یہی شخص لکھتا ہے۔

"اس بات کو ماننے کے لئے بہت زبردست وجوہ موجود ہیں۔ کہ رسول کی زندگی میں متفرق طور پر قرآن کے نسخے لکھے ہوئے صحابہ کے پاس موجود تھے اور ان نسخوں میں سارا قرآن یا قریباً سارا لکھا ہوا موجود تھا"

دیباچہ مذکور صفحہ ۲۸

پھر راڈول جس نے قرآن کا انگریزی میں ترجمہ کیا ہے وہ زیر آیت انه لقرآن كريم فى كتاب مكنون لا يمسه الا المطهرون۔ حاشیہ میں لکھتا ہے۔

"اس جملہ سے کم از کم اتنا تو پتہ ملتا ہے۔ کہ قرآن شریف کی سورتوں کے لکھے ہوئے نسخے اس وقت عام طور پر زیر استعمال تھے"

ترجمہ قرآن مصنفہ راڈول صفحہ ۵۵

آریہ کا بے جا اعتراض

آریہ مضمون نگار لکھتا ہے۔

"ابو بکر کے حکم سے مختلف جگہ سے آیات اکٹھی کی گئیں۔ سورۃ توبہ کی ولقد جاءکم (یعنی آخری) یہ آیت سوائے ابی خزیمہ انصاری کے کسی کے پاس نہ ملی"

حالانکہ یہی بات قرآن شریف کے نبی کریم کے وقت میں ہی لکھے جانے کو واضح طور سے ثابت کرتی ہے۔ کیونکہ جب حضرت زید کو ایک جگہ قرآن لکھنے اور مختلف پتوں۔ ہڈیوں۔ چمڑوں سے اکٹھا کرنے کا حکم ملا۔ تو انہوں نے اس کے متعلق یہ طریق اختیار کیا اور وہ اتنی تحقیق کرتے تھے۔ کہ باوجود متعدد لوگوں کی زبانی شہادت اور اپنے علم کے پھر بھی تلاش کرتے۔ کہ کسی کے پاس نبی کریمؐ کے وقت کا لکھا ہوا ہو تو لکھیں۔ چنانچہ اسی طرح سورۃ توبہ والی آیت کا حضرت زید کو خود بھی علم تھا۔ اور دوسرے صحابہ کو بھی۔ مگر انہوں نے قرآن میں تبھی لکھی۔ جب کہ ابی خزیمہ انصاری کے پاس لکھی ہوئی ملگئی۔

جیسا کہ فتح الباری میں لکھا ہے۔ کہ فسلم یا مر ابوبکر الا بکتابة ما کان مکتوبا ولذالك توقف زید عن کتابة الآیة من آخر سورة براءة حتی وجدها مکتوبة مع الذی کان یستحضر ها هو ومن ذکر معه

کہ ابوبکر نے حکم دیا تھا۔ کہ لکھے ہوئے کو لکھنا۔ اور اسی لئے زید نے توقف کیا۔ اس آیت کو لکھنے سے یہانتک کہ اسکو (یعنی سورۃ توبہ والی کو) لکھا ہوا پا لیا۔ حالانکہ وہ خود بھی اور اس کے ساتھ بھی جانتے تھے۔ اور ان کو یاد تھی۔

اور پھر اسی حدیث کے ماتحت لکھا ہے۔ وعند ابی داؤد فی المصاحف من طریق یحیی بن عبد الرحمن بن حاطب قال قام عمر فقال من کان تلقی من رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم شیئاً من القرآن فلیأت به وکانوا یکتبون ذالك فی الصحف والالواح والعسب قال وکان لا یقبل من احد شیئاً حتی یشهد شاهدان وهذا یدل علی ان زید اکان لا یکتفی بمجرد وجدانه مکتوبا حتی یشهد به من تلقاه سماعا مع کون زید کان یحفظه

اور آگے چلکر فتح الباری والا کہتا ہے۔ کہ وکان المراد بالشاهدین الحفظ والکتاب او المراد انهما یشهدان علی ان ذالك المکتوب کتب بین یدی رسول اللہ صلعم اور حدیث کا یہ لفظ کہ لم اجدها مع احد غیرہ کہ میں نے وہ آیت سوائے ابی خزیمہ کے اور کسی کے پاس نہ پائی۔ فتح الباری والا اس کی شرح میں لکھتا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ میں نے لکھی ہوئی کسی کے پاس نہ پائی تھی اور اس حدیث کے ان معنوں کے سوا اور معنی ہو ہی نہیں سکتے۔ کیونکہ ہم دیکھتے۔ کہ قرآن کریم کو قریباً ساٹھ صحابہؓ نے اپنے سینوں میں جمع کر لیا تھا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ چنانچہ ایک موقعہ پر جب

حفاظ قرآن کی ضرورت پڑی۔ تو آنحضرتؐ نے ستر صحابہ کو بھیج دیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حفاظ کی بہت کثرت تھی۔

قرآن کا ابتداء میں ہی لکھا جانا

اب میں ان دلائل کو پیش کرتا ہوں جو قرآن کریم کے ابتداء میں ہی لکھے جانے پر بیّن ثبوت ہیں۔

اوّل قرآن کریم میں متعدد جگہ کتاب کا لفظ آیا ہے۔ کتاب لکھی ہوئی چیز کو کہتے ہیں۔ اس لئے اس لفظ سے بھی قرآن کریم کا لکھا جانا ثابت ہوتا ہے۔

دوم پھر قرآن میں کتاب ہی کا لفظ نہیں بلکہ صحف کا لفظ بھی کئی جگہ آتا ہے۔ جیسے فرمایا۔ کلا انها تذکرۃ فمن شاء ذکرہ۔ فی صحف مکرمۃ مرفوعۃ مطہرۃ۔ اور صحیفہ لکھے ہوئے کاغذوں۔ کتاب کے اوراق کو کہتے ہیں۔ پھر فرمایا۔ رسول من اللہ یتلو صحفا مطہرۃ فیہا کتب قیمۃ۔ یہ دونوں آیتیں بھی ثابت کرتی ہیں کہ قرآن لکھا جاتا تھا۔

سوم قرآن شریف میں آیا ہے۔ انہ لقرآن کریم فی کتاب مکنون لا یمسہ الا المطہرون۔ کہ یہ قرآن کریم ایک محفوظ کتاب ہے۔ نہیں چھوتے اس کو مگر پاک لوگ۔ اس آیت سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں۔ (۱) یہ کہ قرآن محفوظ ہے۔ دوسری یہ کہ اس کو پاک لوگ ہی چھو سکتے ہیں۔ یاد رہے چھونے کیلئے کسی مجسم چیز کا ہونا ضروری ہے۔ تب ہی اسکو چھوا جاویگا محض الفاظ کو تو چھوا نہیں جاتا۔ ہاں اگر الفاظ کو کاغذ پر لکھا جاوے تو پھر وہ ایک جسم بن جاتا ہے جس کو چھو سکتے ہیں۔ اور یہی آیت ہے جس سے بعض اماموں نے یہ نکالا ہے۔ کہ قرآن کو بے وضو ناپاکی کی حالت میں نہ چھونا چاہیئے

چہارم کئی سورتوں میں قرآن کریم کو مخالفوں کے آگے تحدی پیش کیا گیا ہے جیسے فرمایا کہ ام یقولون افتراہ قل فاتوا بعشر سور مثلہ مفتریات وادعوا من استطعتم من دون اللہ ان کنتم صادقین (ہود ع ۲) یا دوسری جگہ فرمایا۔ قل لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضہم لبعض ظہیرا (بنی اسرائیل ع ۱۰) ان آیتوں میں بڑے زور سے تحدی کیگئی ہے۔ کہ تم اس قرآن کی سورتوں جیسی دس سورتیں ہی لے آؤ۔ یا سارا قرآن اس جیسا بنا لاؤ۔ اب غور کرنے کی بات ہے۔ کہ جب ان کو تحدی کیگئی ہے۔ تو ضروری تھا کہ ان کے آگے سارا قرآن کچھ لکھا ہوا بھی رکھا جاوے تاکہ وہ اسکی نظیر لا سکیں۔ ان کو کیا ضرورت تھی کہ وہ پہلے سارا قرآن کو یا دس سورتوں کو حفظ کرتے پھر اس کے مقابلہ میں اپنی طرف سے کچھ بناتے پس ان کو مقابلہ بلانا جاتا ہے۔ کہ قرآن اس وقت لکھا ہوا تھا۔ ورنہ اگر لکھا ہوا نہ ہوتا۔ تو ان کو بلایا ہی نہیں جا سکتا تھا۔ کیونکہ جس چیز کا مقابلہ کرنے کیلئے کسی کو تحدی کی جاوے۔ اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ چیز اس کے سامنے پیش بھی کیجاوے۔ ورنہ وہ مقابلہ ہی کیا کر سکتا ہے۔ اگر قرآن کریم کی سورتیں لکھی ہوئی نہ ہوتیں۔ تو ضرور ان کی طرف سے مطالبہ ہوتا۔ کہ پہلے وہ سورتیں تو ہمیں دکھلاؤ۔

پنجم پھر اعلیٰ درجہ کی مستند احادیث ہیں جن سے پتہ لگتا ہے کہ ابتداء میں ہی قرآن شریف لکھا جاتا رہا حتی کہ حضرت عمرؓ کی اسلام لانے سے قبل بھی لکھا جاتا تھا جیسے کہ تاریخ و حدیث سے ثابت ہے۔ کہ حضرت عمرؓ نے ایک دن تلوار لیکر مصمم ارادہ کیا۔ کہ آج آنحضرتؐ کو قتل کر دونگا۔ مگر راستے میں کسی نے بتلایا۔ کہ تمہارے بہنوئی اور بہن بھی مسلمان ہو چکے ہیں۔ اس پر وہ ان کی طرف لوٹے۔ جب دروازے پر دستک دی تو اندر خباب بن الارت صحابی قرآن پڑھ رہے تھے حضرت عمرؓ کی آواز سنکر خباب چھپ گئے۔ اور ان کاغذوں کو بھی جن پر قرآن لکھا ہوا تھا۔ ان کی بہن نے چھپا دیا حضرت عمرؓ اور ان کے بہنوئی میں ہاتھا پائی شروع ہو گئی۔ اسی کشمکش میں حضرت فاطمہ (ہمشیرہ عمرؓ) کو بھی زخم لگا جسکو دیکھکر حضرت عمرؓ کا غصہ کچھ فرو ہو گیا۔ اور ساتھ ہی انہوں نے کہا کہ بھائی پہلے سن تو لو۔ جو ہم پڑھتے تھے۔ جب انہوں نے سننا چاہا۔ تو حضرت فاطمہؓ نے کہا۔ کہ اس کو ناپاک ہاتھوں سے نہیں چھوا جاتا تم غسل کر لو۔ اور اس غسل کرانے میں دو حکمتیں تھیں۔ ایک تو وہ پاک ہو کر ان اوراق کو چھونے و پکڑنے کے لائق ہو جائینگے۔ دوسرا یہ کہ غسل سے غصہ دور ہو کر کچھ سوچ سکینگے۔ چنانچہ جب اس طرح انہوں نے پڑھا تو مسلمان ہو گئے پس یہ حدیث اور تاریخ دونوں زبردست ثبوت ہیں۔ کہ قرآن ابتداء میں ہی لکھا جاتا تھا۔

ششم نبی کریمؐ کا ارشاد مبارک حدیثوں میں ہے کہ آپ نے فرمایا۔ نھی ان یسافر بالقرآن الی ارض العدو (صحیح مسلم) کہ آپ نے منع کیا۔ قرآن کو دشمن کی زمین میں لے جانے سے۔ بس جائے غور ہے۔ اگر قرآن لکھا ہوا نہیں تھا۔ تو لیجانے سے منع کیوں کیا۔ کیونکہ یہ تو خطرہ نہیں ہو سکتا تھا۔ کہ مسلمانوں کے دل میں بھی دشمن تحریف کر دینگے۔

ہفتم پھر خود مضمون نگار نے حدیث کا جو یہ ٹکڑا لکھا ہے کہ ابو بکرؓ کے وقت زید نے لکھا۔ وہی ثابت کرتا ہے کہ قرآن ابتداء میں بھی لکھا گیا۔ کیونکہ اس میں صاف الفاظ ہیں کہ کنت تکتب الوحی لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اے زید تو نبی کریمؐ کے لئے وحی لکھا کرتا تھا یعنی تجھ سے ہمیشہ نبی کریمؐ لکھوایا کرتے تھے۔ تم ہی اب بھی اس کام کو کرو۔

ہشتم پھر ایک حدیث میں آیا ہے کہ لا تکتبوا عنی غیر القرآن (صحیح مسلم) کہ جب صحابہ کرامؓ نے کلام رسولؐ کو لکھنا چاہا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ سوائے قرآن کریم کے اور کچھ میری طرف سے نہ لکھو۔ اس کا مطلب یہی تھا۔ کہ ایسا نہ ہو کہ میری کلام کہیں قرآن سے مل جاوے

نہم پھر تاریخ اور احادیث کی کتب سے آنحضرتؐ کے وحی لکھنے والے صحابہ کی تعداد کا شمار تیرہ سے زیادہ ہی معلوم ہوتا ہے۔ اگر وحی لکھی نہیں جاتی تھی۔ تو اس قدر تعداد کیسے ہو گئی یہاں میں ان کاتبان وحی کا نام لکھ دیتا ہوں۔ حضرت ابوبکرؓ۔ حضرت عمرؓ۔ حضرت عثمانؓ۔ حضرت علیؓ۔ عبد اللہ بن سعد ابن ابی سرح۔ زبیرؓ۔ خالدؓ۔ ابانؓ۔ ابی بن کعبؓ۔ حنظلہؓ۔ معیقیبؓ۔ عبد اللہ بن ارقم۔ شرجیل بن حسنہ۔ عبد اللہ بن رواحہ۔ زید بن ثابتؓ

فتح الباری جلد ۹ صفحہ ۱۱

دہم بخاری باب کاتب النبی میں حدیث ہے۔ کہ آپ پر ایک آیت لا یستوی القاعدون والی آیت اتری۔ تو آپ نے حاضرین کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ زید کو بلاؤ۔ اور کہو کہ وہ قلم دوات اور تختی لاوے۔ چنانچہ وہ آیا۔ اور آپ نے لکھوائی یہ حدیث بھی ثابت کرتی ہے۔ کہ قرآن آنحضرتؐ کے سامنے ہی لکھا جاتا تھا۔

یازدہم ایک حدیث ہے کہ عثمانؓ نے بیان کیا ہے کہ نبی کریمؐ پر جب کبھی ایک وقت میں دو تین سورتیں نازل ہوتیں تو بعض لکھنے والوں کو بلاتے اور خود ہی بتلاتے۔ کہ اس ٹکڑے کو فلاں سورۃ کے ساتھ ملاؤ۔ اور اس ٹکڑے کو فلاں کیساتھ۔ ابوداؤد نسائی۔ ترمذی۔ احمد وغیرہ یہ مختلف احادیث اور آیات قرآن دلالت کرتی ہیں۔ کہ قرآن کریم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت ہی لکھا جا چکا تھا۔ ہاں ایک جا جمع نہ ہوا تھا وہ حضرت ابوبکرؓ نے

ضرورت

ایک احمدی لڑکی کیلئے رشتہ کی ضرورت ہے ۔ لڑکی خدا کے فضل سے خواندہ باسلیقہ اور امور خانہ داری سے واقف اور نوجوان عمر ۱۸ سال درخواست کنندہ میں مندرجہ ذیل اوصاف ہونے ضروری ہیں تعلیم یافتہ برسر روزگار خواہ ملازمت پیشہ ہو یا تجارت پیشہ مگر باحیثیت ہو ۔ اور ماہوار تنخواہ یا آمدنی ایکسو روپیہ سے کم نہ ہو ۔ نوجوان ہو اور احمدی ہو ۔ درخواست میں اس امر کا تذکرہ ضروری ہو کہ کب احمدی ہوا اور کون کون رشتہ دار اس کے احمدی ہیں عمر کتنی ہے اور دیگر خاندانی حالات کیا ہیں خط و کتابت بنام ا - ف بمعرفت مینیجر الفضل قادیان ہونی چاہیئے

چاندی کی متبرک انگوٹھیاں

چاندی کی خوشنما اور منقش انگوٹھی کے چھوٹے سے ہشت پہلو سیاہ یا سبز نگینہ پر سنہری بیل کے درمیان خوش نما سنہری پختہ حروفوں میں کلمہ طیبہ الیس اللہ بکاف عبدہ یا سلام قولاً من رب رحیم یا حسبی اللہ نعم الوکیل یا سبحان اللہ ایسا خوشنما اور صاف کندہ ہے کہ دیکھ کر طبیعت خوش ہو جاتی ہے ۔ فی انگوٹھی عہ مع نام خریدار عمر سور قابل ہوا لہ کرا انگوٹھی دو روپے معہ نام للعہ ۔ اشتہار کے خلاف ہوں تو واپس کر دیں ۔
مینیجر کارخانہ متبرک انگوٹھی پانی پت پنجاب

قابل فروخت زمین

ایک قطعہ اراضی تقریباً ۱۲ مرلے جو مدرسہ احمدیہ قادیان کے قریب ہے قابل فروخت ہے ۔ زمین اچھے موقعہ پر ہے ۔ اور شہر میں سے مسجد مبارک سے بہت قریب ہے ۔ کہ صرف دو منٹ کا رستہ ہے ۔ یہاں اندرون شہر کی زمینوں کا عام نرخ سو روپیہ مرلہ ہے لیکن یہ زمین ایک خاص ضرورت کے ماتحت فروخت کی جا رہی ہے ۔ اس لئے رعائیت سے فروخت کی جائیگی جس کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت یا زبانی مجھ سے کیا جا سکتا ہے ۔ زمین خود یا کسی دوست کے ذریعہ دیکھ لیں ۔
المشتہر
قاضی غلام محمد منتظم جماعت احمدیہ قادیان بمقام دفتر نظارت امور عامہ قادیان

قادیان میں قابل فروخت سکنی زمین

قادیان دارالامان میں مکان بنانے کے خواہشمند اصحاب کی اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے کہ اسوقت قادیان کی نو آبادی میں مندرجہ ذیل شرح کی سکنی زمین قابل فروخت موجود ہے ۔

ساڑھے سات روپیہ ۷½	فی مرلہ
دس روپیہ ۱۰	فی مرلہ
ساڑھے بارہ روپیہ ۱۲½	فی مرلہ
پندرہ روپیہ ۱۵	فی مرلہ
بیس روپیہ ۲۰	فی مرلہ
پچیس روپیہ ۲۵	فی مرلہ
تیس روپیہ ۳۰	فی مرلہ
پینتیس روپیہ ۳۵	فی مرلہ
چالیس روپیہ ۴۰	فی مرلہ

موقع اور حیثیت کے لحاظ سے قیمتیں [illegible]

تفصیلات کے لئے خاکسار سے خط و کتابت فرمائیں ۔

نوٹ ۔ ایک مرلہ ۲۲۵ مربع فٹ ہوتا ہے یعنی پندرہ فٹ لمبا اور پندرہ فٹ چوڑا
خاکسار (صاحبزادہ) مرزا بشیر احمد ۔ قادیان

چار ہزار پانچسو چھپن مربع فٹ کا مکان فروخت ہوگا

بمجبوری کی وجہ سے میں اپنا مکان فروخت کرتا ہوں ۔ جو بورڈنگ ہائی سکول بالمقابل مشرقی رخ پر دار الفضل جی ٹی برلب سڑک کلاں ۴۵۵۶ مربع فٹ ہے ۔ چار کوٹھڑیاں ۔ دو بڑے کمرے ہیں ۔ جو ۲۰ فٹ طول اور ۱۳ فٹ عرض کے ہیں ۔ باورچی خانہ غسل خانہ سب ضروریات موجود ہیں ۔

باہر سے پختہ اندر سے کچھ خام قیمت پانچہزار روپیہ ہے ۔

جلسہ پر آنیوالے اصحاب بالمشافہ گفتگو کریں اور مکان کو اچھی طرح دیکھ لیں ۔

المشتہر
سید عزیز الرحمن عزیز منزل قادیان گورداسپور

سالانہ جلسہ

جن دوستوں کو ہماری نیشنل لیدر ورکس (۱۲۵ میکلوڈ روڈ لاہور) ساختہ اشیاء مثل بیگ کیس وغیرہ درکار ہوں یا ہماری ایجنسی لینا چاہیں یا اکٹھا مال خریدنا چاہیں وہ ایام جلسہ سالانہ میں اوقات کے بعد منشی محمد عبدالرحمن صاحب کے مکان واقعہ محلہ دار العلوم (متصل شفاخانہ) پر کمترین سے طے کر سکتے ہیں ۔ نمونے بھی اسی جگہ موجود رہینگے ۔
کمترین محمد عبدالرحمن مینیجر نیشنل لیدر ورکس لاہور

اعلان

جو صاحب اپنے لڑکوں کو اچھی تعلیم اچھی آب و ہوا کے ساتھ دینا چاہتے ہیں ۔ تو ڈیرہ دون میں ایک پرائیویٹ تجربہ کار استاد سے کیمبرج کے امتحان کے لئے تیار کرتے ہیں ذیل کے پتہ پر پرنسپل سے خط و کتابت کرو ۔
نیا ہائی سکول ۔ ای ۔ سی روڈ نمبر ۱۵ ڈیرہ دون
Mr. C. Ihay B. A. 15.
E. C. Road. Aalin Leigh
Dehradun.

جلسہ پر آنیوالے احباب کی اطلاع کیلئے شایع کیا جاتا ہے

الفضل
ہفتہ میں دوبار

ا۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا مسلمہ آرگن ہے۔

ا۔ جو ہفتہ میں دوبار باقاعدہ آپ کے پاس پہنچتا ہے۔

ب۔ حضرت خلیفۃ المسیح کے خطبات جمعہ و تقاریر و کلمات طیبات بالالتزام آپ کو پہنچاتا ہے۔

ج۔ ہندوستان اور ہندوستان سے باہر کام کرنے والے مبلغین مناظرین واعظین کی کارگذاریاں آپ کے سامنے پیش کرتا ہے۔

د۔ اسلام اور احمدیت کی تائید اور غیر مذاہب کی تردید میں مضامین شائع کرتا ہے۔

ہ واقعات حاضرہ سے آپ کو اطلاع دیتا اور ان میں آپ کی رہنمائی کرتا ہے۔

اس لئے الفضل کی جتنی بھی اشاعت بڑھیگی۔ آپ کے مقاصد میں ترقی ہوگی۔ اور آپ اپنے فرض تبلیغ سے سبکدوش ہونگے۔

پس کیا میں اپنے احباب سے درخواست کرسکتا ہوں۔ کہ کم از کم پانچسو جوان ہمت ایسا ہو جو جلسہ سالانہ پر ایک ایک خریدار الفضل کو دے۔ تاکہ اس کی آمد خرچ کے برابر رہے۔

قیمت سالانہ ساتھ روپے

ریویو آف ریلیجنز اردو
ماہوار

یہ وہ مشہور و معروف رسالہ ہے جس کی نسبت

حضرت مسیح موعودؑ کا ارشاد ہے

کہ میں پورے زور کے ساتھ اپنی جماعت کے مخلص جوانمردوں کو اس وقت توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس رسالہ کی اعانت و مالی امداد میں جہانتک ان سے ممکن ہے۔ اپنی ہمت دکھلائیں۔ × × اگر اس رسالہ کی اعانت کے لئے اس جماعت میں دس ہزار خریدار اردو یا انگریزی کا پیدا ہو جائے۔ تو یہ رسالہ خاطر خواہ چل نکلے گا۔ اور

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے یہانتک ایثار کیا

کہ اپنا جاری کردہ رسالہ تشحیذ الاذہان محض اس لئے بند کرادیا کہ ریویو آف ریلیجنز کی طرف جماعت پوری توجہ دے سکے۔

اس لئے برادران جماعت احمدیہ سے میری التجا ہے

کہ وہ جلسہ سالانہ پر کم از کم پانچ سو نئے خریداروں کا انتظام فرمادیں۔ کیونکہ سالہا سال کے بقایاداروں کے نام سے رسالہ بند کرنیکی وجہ سے تقریباً چار سو خریدار کم ہوگیا ہے۔

قیمت سالانہ تین روپے طلباء سے عہ

چونکہ الفضل و ریویو آف ریلیجنز کا منیجر ایک ہی شخص ہے۔ اور دونوں دفتر اکٹھے ہیں۔ اس لئے احباب کو چندہ سالانہ پیشگی جمع کرانے (تاکہ طرفین وی پی کی زحمت سے بچ جائیں۔) اور بقایا ادا کرنے اور نئے خریداروں کے نام درج رجسٹر کرانے میں سہولت رہیگی۔ ایام جلسہ میں نماز فجر کے بعد سے ۱۰ بجے تک اور جلسہ برخواست ہونے کے بعد رات کے ۹ بجے تک دفتر کھلا رہیگا۔ جو روپیہ جمع کرایا جائے۔ اس کی رسید لی جائے۔ اور احباب کی سہولت کے لئے ہم تمام عمدہ عمدہ کتابیں طبع جدید ا بھی مہیا رکھینگے۔

الملتمس منیجر الفضل و ریویو قادیان۔ پنجاب

اخلاق حسنہ کے امتحان کا وقت

گذشتہ سالانہ جلسہ سے بعد آج تک کے خطبات جمعہ (جو حضرت خلیفۃ المسیح نے جماعت احمدیہ کی ہدایت کیلئے دیئے) بلااستیعاب و بنظر استحسان دیکھے جائیں۔ تو معلوم ہو گا کہ حضور کی توجہ جماعت کے اخلاق کی طرف بالخصوص مبذول رہی ہے۔ حضور چاہتے ہیں۔ کہ جماعت کا ایک ایک فرد فضائل اخلاق سے مالامال ہو۔ کیونکہ اسلام صرف نماز پڑھنے یا روزہ رکھنے ہی کا نام نہیں۔ بلکہ اسلام تمام کمالات انسانیت کو نشوونما دینا اور ہر جذبۂ فطرت کو حد اعتدال پر رکھنا سکھاتا ہے۔ غیر مسلموں کو اسلام میں لانے کے لئے بہترین ہتھیار خلق حسن ہے۔ اور یہی وہ چیز ہے۔ جس کا اثر دوسرے لوگوں پر پڑ سکتا ہے۔ اور جسکی بنا پر ہم دنیا میں نیک یا بد کہلا سکتے ہیں۔

سالانہ جلسہ کے موقعہ پر جو اجتماع ہوتا ہے۔ اور ہر ایک بھائی کو کچھ نہ کچھ مسافرت پیش آتی ہے۔ میرے نزدیک یہ اس بات کے امتحان کا اچھا موقعہ ہے۔ کہ ہم نے اخلاق میں کہاں تک ترقی کی ہے۔ اور ہم میں کیا کیا نقائص اور کمزوریاں ہیں۔ ایک شخص اپنے گھر ایسی پوزیشن میں رہتا ہے کہ کوئی شخص اسکی مرضی کے خلاف کرتا ہی نہیں۔ تو اب اسے کیونکر معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ مجھ میں صفت تحمل کہاں تک موجود ہے ایسا ہی بہت ممکن ہے۔ کہ ایک شخص اپنے آپ کو صابر خیال کرے۔ لیکن حقیقتہً یہ ہو۔ کہ اسے یہ دیکھنے کا موقعہ ہی کم ملا ہو۔ کہ مجھ میں ضبط کی طاقت کہاں تک ہے۔ بعض لوگ زبان سے کہ دیتے ہیں۔ کہ کھانے کی کیا بات ہے انسان ایک سوکھا ٹکڑا کھا کر یا چنے چبا کر بھی گذارہ کر سکتا ہے۔ لیکن ان کا یہ قول اسیوقت تک ہوتا ہے۔ جب تک پلاؤ کی رکابی ان کے کھانے کی میز پر دو نو وقت حاضر ہوتی ہے۔ دقت پر ذرا سا نمک زیادہ پا کر وہ آگ بگولا ہو جاتے ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا۔ کہ جب وہ اپنی سادہ زندگی کا ذکر کرتے ہیں۔ تو جھوٹ بولتے ہیں۔ جھوٹ نہیں بولتے اپنی نسبت غلط فہمی ہوتی ہے۔

یہ تو بعض ان اخلاق کا ذکر تھا جن میں کمی ہوتی ہے اور بعض ایسے اخلاق ہیں۔ جو مسافرت اور اجتماع ہی میں نشوونما پاتے ہیں۔ جو لوگ ہمیشہ ایسے حالات میں رہتے ہیں کہ حکم ہی چلاتے رہتے ہیں۔ انہیں محکومی یا مساوات کی زندگی بسر کرنی پڑتی ہے۔ سردی کے موسم میں نرم اور گدگدے گرم بستر پر سونے والوں کو فرش زمین پر ہی سونا پڑ جاتا ہے۔ غرض بیسیوں باتیں ہیں۔ جن کے ذکر کی ضرورت نہیں سمجھتا ہوں۔ کہ ہماری جماعت کے افراد اس موقعہ کو مد نظر رکھ کر گھر سے نکلیں کہ انہوں نے اپنے اخلاق کا مطالعہ کرنا ہے۔ اور دوسروں کی عیب چینی یا شکایت نہیں کرنی۔ بلکہ اپنے نقصوں اور کمزوریوں کی طرف دھیان دینا ہے۔ کیا ہی اچھا ہو۔ کہ ایسی باتوں کو نوٹ کرتے جائیں اگر لکھے پڑھے نہیں۔ تو یاد رکھیں۔ اور پھر ان کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوں۔ اخلاق کے بعض شعبے ایسے باریک ہیں کہ ان کا علم کسی صادق کی صحبت میں رہ کر ہی حاصل کرنیکی ضرورت ہے۔ بعض جذبات فی حد ذاتہا اچھے ہوتے ہیں لیکن جب تک ایک دوسری صفت کے ساتھ ان کی نگہداشت نہ کی جائے۔ وہ دوسروں کے حق میں مضر ہو جاتے ہیں۔ چند روز ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح نے درس القرآن دیتے ہوئے وجعل بینکم مودۃ ورحمۃ کی نسبت فرمایا کہ محبت کے جوش میں اگر ساتھ رحمت نہ ہو۔ تو دوسرے کو ایذا پہنچ جاتی ہے۔ مثلاً بعض لوگ جوش محبت میں دوسرے کے حصہ جسم کو کاٹ لیتے ہیں۔ تو ان کا یہ فعل ہے تو محبت سے مگر محبت کے ساتھ رحم نہیں۔ بلکہ غضب مل گیا۔ اسیطرح اور کئی کام ہیں۔ جو انسان اپنے خیال سے جذبۂ محبت سے کرتا ہے۔ مگر درحقیقت یہ بات نہیں ہوتی۔ محبت پر خود غرضی غالب آ جاتی ہے۔ اور انسان سمجھ نہیں سکتا۔ حضرت خلیفۃ المسیح کا وجود باجود ہمارے لئے شمع ہدی ہے جہاں شمع ہو گی پروانے ضرور گرینگے۔ اور یونہی ان لوگوں کو خاص کشش ہی ہو جاتی ہے۔ اس لئے حضور کے ارد گرد جمگھٹا ہو جانا ضروری ہے اب اس جمگھٹے میں ہر شخص طبعاً چاہتا ہے۔ کہ میں آگے بڑھوں اور یہ سب کچھ جوش اخلاص میں ہو گا۔ لیکن اسوقت مومن کا یہ فرض ہے۔ کہ وہ دیکھے کہ میرے جذبۂ محبت سے میرے محبوب کو تکلیف تو نہیں پہنچتی۔ مجھے ایک موقعہ کا واقعہ یاد ہے گرمیوں کا موسم تھا۔ حضور نے خطبہ جمعہ میں ذکر فرمایا میری طبیعت ناساز ہے۔ چنانچہ اس وقت بھی بخار ہے سر درد سے تنگی ہے۔ نماز جمعہ کے بعد گو حضور کا طریق یہ ہے کہ سنتیں گھر میں پڑھتے ہیں۔ مگر اس روز بوجہ ناسازی طبیعت تشریف لے جانی چاہی۔ اور آپ کے قول اور بشرہ سے صاف نظر آ رہا تھا۔ کہ آپ چاہتے ہیں رستہ کر دیا جائے تا جلدی چلا جاؤں مگر کیا دیکھتا ہوں۔ کہ یکدم لوگ مصافحہ کے لئے بڑھے۔ حضور نے بھی اسیوقت پیشانی کو زیادہ کشادہ فرما لیا اور چہرہ مبارک پر ہلکی سی مسکراہٹ ظاہر ہوئی۔ منع کرتے کرتے تین چار آدمیوں نے مصافحہ کر ہی لیا۔ کیا مجال کہ ذرا بھی پیشانی پر بل آیا ہو حالانکہ تکلیف سخت ہوئی۔ اسوقت مجھے خیال آیا کہ جو کچھ دوستوں نے جوش اخلاص و استغراق محبت میں کیا۔ اس میں یہ نقص ہے۔ کہ اپنے شوق کو مقدم کیا اور اپنے محبوب و مطاع کی تکلیف کا خیال نہ کیا۔ بس یہ محبت تو ہے۔ مگر اس میں اپنی غرض مقدم ہے۔ سالانہ جلسہ کے موقعہ پر کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ مثلاً حضور نماز کے مصلی سے سٹیج پر آنا چاہتے ہیں۔ دوست تکبیر کہتے ہیں بعد مصافحہ شروع ہو جاتا ہے۔ اور اسطرح آدھ گھنٹہ کے بعد کہیں پہنچنا ہوتا ہے۔ اسوقت اگر یہ دیکھا جائے کہ حضور کی خواہش کیا ہے۔ اور ہماری خواہش کیا۔ اور پھر مقدم کونسی خواہش رکھنی چاہئیے۔ تو معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ ہمارا بڑھ بڑھ کر آگے ہونا سچی محبت ہے یا اسمیں شائبہ تکلیف دہی بھی شامل ہے۔ بعض اوقات [illegible] شیطان نیکوں کو نیکی کے لباس میں ہی گمراہ کرتا ہے [illegible] کیسے دل میں یہ وسوسہ ڈال دیا۔ کہ حضور کو تکلیف ہو گی جیسا کہ وہ میری درخواست دعا میں صرف کرینگے کوئی اور دین کا اہم کام [illegible] حضور کے پاس بیٹھ کر صحبت سے مستفیض ہونے اور مصافحہ کرنے سے احتراز کرو کہ حضور کو تکلیف ہوتی ہے۔ تو یہ بالکل غلط بات ہے۔ [illegible] یاد رکھنا چاہئیے کہ نورانی وجودوں سے ایک قسم کی نورانی شعاعیں نکلتی رہتی ہیں۔ اور جس طرح بجلی کی رو سے بعض بیماریوں کے جراثیم کو ہلاک [illegible] اسی طرح نورانی شعاعوں سے [illegible] روحانی بیماریوں کا قلع قمع ہو جاتا ہے۔ اور ایک حیات روحانی پیدا ہوتی ہے [illegible] جیسے مسجد میں جمعہ پڑھا کر [illegible] کے ہاتھ میں ہاتھ دیا [illegible] برکت حاصل کی [illegible] ایک حالت ان پر طاری ہوئی۔ کہ بعض روحانی بیماریاں دور ہو گئیں [illegible] وقف کر دیا [illegible] تو انکو حاصل کرنے میں سستی نہیں کرنی چاہئیے بلکہ ان برکات سے تمتع کیلئے [illegible] مگر اسکے ساتھ

مہتمم [illegible] نے [illegible] قادیان [illegible] چھاپ کر شائع کیا